ڈاکٹر ظہور احمد اظہر ایم اے پی ایچ ڈی یونیورسٹی اورنٹیل کالج لاہور

قاضی صدر الدین لاہوری

مغل شہنشاہ جلال الدین اکبر کا عہد حکومت اس لحاظ سے بھی بہت ممتاز ہے کہ اس میں علوم و فنون کی ترقی کے علاوہ علما اور مشائخ کی بھی ایک بہت بڑی تعداد نظر آتی ہے، جن میں سے اکثر کو بلند پایہ سرکاری مناصب پر فائز کیا گیا اور بعض نے اسلامی ہند کے علمی و ثقافتی مراکز میں بیٹھ کر تصنیف و تالیف اور درس و افادہ کی شاندار خدمات انجام دیں۔ غالباً علمائے کبار کی اسی کثرت کے باعث عہدِ اکبری میں جاہ پرستی اور لالچ کے علاوہ تکفیر بازی اور باہمی تذلیل کا ایک ہولناک معرکہ برپا ہوا، جس نے اکبر کو علما و مشائخ سے متنفر کر دیا اور انھیں ایک سخت ابتلا کے دور سے گزرنا پڑا۔[1] مولانا قاضی صدر الدین قریشی عباسی جالندھری ثم لاہوری بھی اکبری عہد کے ان جلیل القدر علما میں ایک ممتاز مقام کے مالک ہیں۔ قاضی صاحب حسب و نسب کے لحاظ سے قبیلہ قریش کی معزز شاخ بنو عباس سے تعلق رکھتے تھے۔[2] وہ جالندھر میں پیدا ہوئے جہاں ان کے خاندان کے لوگ آباد تھے۔ تذکرہ نگاروں نے ان کی تاریخ پیدائش کا ذکر نہیں کیا لیکن اندازہ یہ ہے کہ ان کا زمانۂ پیدائش نویں صدی ہجری کا اختتام یا دسویں صدی ہجری کا آغاز ہے۔ کیونکہ انھوں نے شیخ موسیٰ الحداد لاہوری سے تصوف اور طریقت کا درس لیا تھا اور شیخ مذکور ۹۲۵ھ میں فوت ہو گئے تھے[3] اس لیے قاضی صاحب نے سندِ فراغت لینے کے بعد پچیس تیس برس کی عمر میں ہی شیخ سے روحانی فیض حاصل کیا ہوگا!

قاضی صاحب نے حصولِ علم کی خاطر اپنے آبائی وطن سے دور دراز علاقوں کے سفر کیے اور اسلامی ہند کے علمی و ثقافتی مراکز کی خاک چھانی؛ انھوں نے اپنے زمانے کے جلیل القدر علما و مشائخ سے استفادہ کیا تاہم ان کا زیادہ وقت سرزمین پنجاب کے خطۂ مردم خیز لاہور میں گزرا اور ظاہری و باطنی تعلیم کے علاوہ

---

[1] دربار اکبری ص ۳۵۰ [2] مرآۃ العالم ص ۵۱۵ ، نزہۃ الخواطر ۴ : ۱۵۷

[3] نزہۃ الخواطر ۴ : ۳۷ ۔

یہاں سرکاری مناصب پر بھی فائز ہوئے۔[۱]

قاضی صدر الدین کے اساتذہ میں مخدوم الملک شیخ الاسلام عبداللہ سلطان پوری (متوفی ۹۹۰ھ ۱۵۸۲ء) کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔[۲]، مولانا سلطان پوری کو عربی ادب اور علوم عقلی ونقلی کے مختلف شعبوں میں جو کمال حاصل تھا اور عہد ہمایونی اور اکبری میں جو عزت و مرتبہ حاصل تھا وہ محتاج بیان نہیں۔[۳] تذکرہ نگاروں نے اس بات کی صراحت نہیں کی کہ قاضی صدر الدین نے مخدوم الملک سے کہاں اور کب استفادہ کیا؟ آیا سرہند میں جہاں مخدوم الملک نے مولانا عبدالقادر سرہندی سے علوم متداولہ کا اکتساب کیا اور ایک مدت تک مقیم رہے یا سلطان پور میں جہاں وہ فراغت کے بعد درس و تدریس اور تصنیف میں مشغول ہو گئے تھے؟! مخدوم الملک کے علاوہ قاضی صاحب کے شیوخ میں شیخ موسیٰ الحداد لاہوری متوفی ۹۲۵ھ کا تذکرہ بھی ملتا ہے جو ایک صاحب حال صوفی اور عالم دین تھے۔ وہ شیخ شہر اللہ بن یوسف ملتانی اور شیخ عبدالجلیل حارثی کے شاگرد تھے مولانا عبدالحی لکھنوی نے "نزہۃ الخواطر" میں گلزار ابرار" کے حوالے سے لکھا ہے کہ شیخ موسیٰ مذکور ایک جید عالم اور صاحب حال مجذوب تھے۔[۴]

قاضی صدر الدین کے علم وفضل اور قوت حافظہ کا تمام تذکرہ نگاروں نے اعتراف کیا ہے۔ مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں: "کان حلو المذاکرۃ، ملیح البحث، کثیر المطالعۃ فنون العلم والادب، یدیم البحث والاشتغال"[۵] (یعنی وہ بڑے شیریں گفتار، عمدہ محقق، علم و ادب کے مختلف فنون کا وسیع مطالعہ رکھنے والے اور ہمیشہ بحث و تحقیق میں مشغول رہتے تھے) ملا عبدالقادر بدایونی کو قاضی صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا۔ وہ انھیں انتہائی خوش طبع، خوش گفتار، درویش مشرب اور فقر دوست کے القاب سے یاد کرتے ہوئے لکھتا ہے: "اگرچہ مستور است کہ وقتی از اوقات تلمذ شیخ عبداللہ مخدوم الملک کردہ اما فقیر تحقیق او را بمراتب از مخدوم الملک

---

[۱] منتخب التواریخ ۳ : ۸۴ بعد [۲] منتخب التواریخ ۳ : ۸۴، نزہۃ الخواطر ۴ : ۱۵۷، مرآۃ العالم ص ۵۱۵، تذکرہ علمائے ہند ص ۲۴۶ [۳] دربار اکبری ص ۳۵۰ بعد [۴] نزہۃ الخواطر ۴ : ۳۷۔
[۵] نزہۃ الخواطر ۴ : ۱۵۷

زیادہ یافتم [۱]" بختاور خان نے قاضی صاحب کے علم و فضل کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے: "قوتِ حافظہ بمرتبۂ داشت کہ ہر کتابی را کہ یکبار مطالعہ کردی در ذھن و قادش منقش می شد و عند الحاجت صفحہ صفحہ آں از بر می خواند [۲]" نظام الدین احمد لکھتا ہے کہ "علوم نقلی و عقلی نکو دانستے [۳]"

قاضی صدرالدین جالندھری ثم لاہوری کے علم و فضل نے شاہانِ وقت کو بھی بہت متاثر کیا اور ان کی قدر کی گئی، چنانچہ سلطنتِ مغلیہ کے وہ دو دفعہ قاضی مقرر ہوئے، پہلے وہ لاہور کے قاضی رہے بقول خواجہ نظام الدین احمد: "چند سال قضای لاہور داشت [۴]" جلال الدین اکبر بھی اُن کی بہت عزت کرتا تھا۔ بختاور خان لکھتا ہے کہ "در مجلس عرش آشیانی معزز و محترم و ملازم رکاب سعادت بود [۵]" لیکن اکبر جب علماء و مشائخ سے بدظن ہوگیا اور وہ عتاب شاہی کی زد میں آگئے تو قاضی صدرالدین کو بھی دربارِ اکبری سے برخاست کر کے صوبہ گجرات کی بندرگاہ بھروچ کا قاضی مقرر کیا گیا وہ تادمِ حیات اسی منصب پر فائز رہے۔ بقول بختاور خان: "قاضی را، ہنگام اخراج فضلا از حضور عرش آشیانی، خدمت قضائی بھروچ دادہ بدر ساختند [۶]"

قاضی صدرالدین کے تذکرہ نگار ان کی آزاد خیالی اور وسیع المشربی کا بھی کھلے لفظوں میں اعتراف کرتے ہیں، ہر ایک انسان کے بارے میں حسن ظن رکھنا ان کا خاص شیوہ تھا کسی کے بارے میں بدسگالی اور بدگمانی کا گزر ان کے دل میں کبھی نہیں ہوتا تھا۔ ملا عبدالقادر لکھتے ہیں کہ "سعت مشرب بحدی داشت کہ عوام گمان الحاد باو کردند [۷]"

عجیب بات یہ ہے کہ اکبری دور کے اکثر علماء و مشائخ تصوف اور اصل تصوف کے بارے میں انتہاپسندی کا شکار نظر آتے ہیں یعنی یا تو وہ اہل تصوف کے زبردست مخالف اور جانی دشمن تھے۔ جیسے قاضی صدرالدین کے اُستاذ بزرگ شیخ مخدوم الملک جنھوں نے اہل اللہ کے استیصال اور ایذا رسانی پر کمر باندھ رکھی تھی [۸] اور یا وہ اہل تصوف کے انتہائی معتقد اور فنا فی التصوف تھے،

---

[۱] منتخب التواریخ ۳: ۸۴ [۲] مرآۃ العالم ص ۵۱۵ [۳] طبقات اکبری ۲: ۴۶ [۴] مرآۃ العالم ص ۵۱۵ [۵] ایضاً [۶] منتخب التواریخ ۳: ۸۴، نزہتہ الخواطر ۴: ۱۵۷، مرآۃ العالم ص ۵۱۵ [۷] منتخب التواریخ ۳: ۸۴ [۸] دربارِ اکبری ص ۳۵۱

قاضی صاحب اپنے استاذ کے برعکس اہلِ تصوف کے زبردست معتقد تھے بلکہ ان کا تصوف اور مجذوب پرستی تو جنون کی انتہائی حد کو پہنچی ہوئی تھی[۵۱] مولوی رحمان علی اور ملا عبدالقادر نے بڑی وضاحت و صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ وہ صوفیوں اور مجذوبوں سے اتنا شدید حسن ظن رکھتے تھے کہ جہاں کوئی خرقہ پوش یا درویش صورت دکھائی دیتا تو وہ خواہ بدعتی کیوں نہ ہوتا وہ اس کے سامنے بڑے خشوع و خضوع کے ساتھ کھڑے ہو جاتے اس سلسلے میں ان سے عجیب مضحکہ خیز واقعات بھی منسوب ہیں[۵۲]

بدایونی نے ان کا ایک واقعہ لکھا ہے جسے مولوی رحمان علی اور دیگر تذکرہ نگاروں نے بھی نقل کیا ہے ایک دن ایک چالاک بدعتی نے قاضی صاحب کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے درویشوں کا روپ دھار لیا اور ان سے کہا کہ حضرت خضر علیہ السلام ہمیشہ ہمارے ساتھ رہتے ہیں، یہ سنتے ہی قاضی صاحب اس کے پاؤں میں گر پڑے اور التجا کرنے لگے کہ خدارا مجھے خضر علیہ السلام سے ضرور ملا دیجیے، اس چالاک آدمی نے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے کہا کہ جناب مجھے تو ابھی اپنی بیٹی کی شادی کی فکر ہے کہ کسی طرح اس فرض سے سبکدوش ہو جاؤں، مجھے اس کے لیے سات سو تنکہ (سکے کا نام ہے) درکار ہے، البتہ اس کام سے فارغ ہو کر تمھاری خضر علیہ السلام سے ملاقات کرا دوں گا، قاضی صاحب نے فوراً مطلوبہ رقم ادا کر دی اور کہا کہ جلدی سے اس فرض کو ادا کیجیے اور میری ملاقات کا انتظام کرا دیجیے دو دن کے بعد وہ آدمی قاضی صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ آیئے ابھی تمھاری ملاقات خضر علیہ السلام سے کرائے دیتا ہوں، یہ کہہ کر انھیں دریا کے کنارے لے گیا اور کہنے لگا آیئے پانی میں خواجہ کا دربار لگا ہوا ہے، وہ مکار خود تو طویل القامت تھا مگر قاضی صاحب کوتاہ قد کے تھے، وہ جب اس جگہ پہنچ گیا جہاں حلق تک پانی تھا تو کہنے لگا یہ لیجیے خواجہ خضر علیہ السلام رونق افروز ہیں، قاضی صاحب حسرت سے کہنے لگے: کیا کروں مجھے تو تیرنا نہیں آتا، وہ بولا: میں نے تمھیں خواجہ تک پہنچا دیا ہے۔ اب اگر تم ان کے دربار تک آنے کی ہمت نہیں رکھتے تو اس میں میرا کیا قصور ہے! یہ کہہ کر دریا کے دوسرے کنارے پر جا پہنچا اور غائب ہو گیا۔[۵۳] یہ حکایت نقل کرنے کے بعد ملا عبدالقادر بدایونی لکھتا ہے: "و حکایات دیگر

---

۵۱ مرآۃ العالم ص ۵۱۶، نزہتہ الخواطر ۴ : ۱۵۸، منتخب التواریخ ۳ : ۸۵ ۵۲ ایضاً

۵۳ ایضاً

مضحکست ازیں نقل می کنند و نوشتن آں خالی از سخافت نیست، ازیں جا قیاس سادہ لوحی قاضی میتواں کرد[۱]
قاضی صاحب کی متاہل زندگی کے بارے میں کچھ زیادہ معلوم نہیں ۔ تاہم اتنا ضرور معلوم ہے کہ وہ صاحب اولاد تھے، ان کا ایک فرزند تو اپنے باپ کی طرح بڑا نامور اور ممتاز عالم تھا ۔ بدایونی نے ذکر کیا ہے کہ جس زمانے میں وہ اپنی کتاب منتخب التواریخ لکھ رہا تھا اس زمانے میں قاضی صاحب کا ایک بیٹا محمد بن صدرالدین اپنے باپ کی جگہ بندرگاہ بھروچ کا قاضی تھا، یہ عہدہ اس نے اپنے والد کی وفات کے بعد سنبھالا تھا ۔[۲]

دیگر اہل فضل وکمال کی طرح ہمارے ہندی تذکرہ نگاروں نے قاضی صدرالدین کی تاریخ وفات لکھنے کی زحمت گوارا کرنا ضروری نہیں سمجھا، صرف مولانا عبدالحی لکھنوی نے لکھا ہے کہ ان کی وفات ۹۹۰ ھج (۱۵۸۲ ء) میں ہوئی اس وقت وہ بندرگاہ بھروچ کے قاضی تھے[۳] ۔ مولانا نے کسی قدیم ماخذ کا نام نہیں لیا لیکن اگر یہ تاریخ وفات درست ہے تو پھر یہ عجیب اتفاق ہے کہ اسی تاریخ کو حرمین سے واپسی پر ان کے استاذ مخدوم الملک ہندوستان میں وارد ہونے کے بعد اسی صوبہ گجرات میں اکبر کے حکم سے زہر دے کر ہلاک کیے گئے تھے ۔ کیونکہ وہ حرمین سے اقتدار اکبری کے زوال کے ارادے سے آئے تھے، اس صورت میں یہ قیاس بعید از امکان نہیں کہ قاضی صدرالدین کو بھی زہر دیا گیا ہو یا وہ بھی مخدوم الملک کے ہم نوا ہوں اور اسی کی پاداش میں زندگی سے انھیں ہاتھ دھونا پڑے ہوں!!
واللہ اعلم بالصواب!

اسلام میں حیثیتِ نسواں

مولانا محمد مظہرالدین صدیقی

اس کتاب میں عورت کی حیثیت کے بارہ میں کلام پاک اور حدیث کی روشنی میں اسلام اور مساوات جنسی، ازدواجی زندگی، طلاق، پردہ، تعدد ازدواج اسلامی تعلیمات کی خلاف ورزی کے موضوعات پر بحث کی گئی قیمت ۵۰/۳
ملنے کا پتہ :- ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ لاہور

---

۱ منتخب التواریخ ۳ : ۸۵ ۲ ایضاً
۳ نزہۃ الخواطر ۴ : ۱۵۸